38543- طلوع فجر کے بعد لاعلمی میں کھانا کھالیا

سوال

یکم رمضان المبارک کو فجر کے وقت میری بیوی نے مجھے بیدار کیا اور کہنے لگے کیا پانی پینا ہے ؟ میں نے جب اس سے گلاس لیا تو پوچھا کیا اذان ہوچکی ہے ؟ تو وہ کہنے لگی ابھی نہیں ۔
لیکن پانی پینے کے پندرہ یا بیس منٹ بعد اقامت ہوگئی ، اس طرح میں نے اذان کے پانچ یا دس منٹ بعد پانی پیا تھا لھذا کیا مجھ پر کچھ ہے ؟

پسندیدہ جواب

اگر کوئی شخص رات باقی سمجھتے ہوئے یا پھر طلوع فجر نہ ہونے کے گمان میں کھا پی لے تو ایسے شخص کے بارہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے ، اور اسی طرح اس شخص کے بارہ میں بھی اختلاف کرتے ہیں جس نے غروب شمس سے قبل ہی غروب شمس کے گمان میں کھا لیا ۔

اس مسئلہ میں بہت سے علماء کرام کا مسلک تو یہ ہے کہ اس کا روزہ فاسد ہوگا ، اور اس کے بدلے میں اسے روزہ رکھنا پڑے گا ۔

لیکن کچھ علماء کرام کہتے ہیں کہ : اس کا روزہ صحیح ہے اسے اپنا روزہ پورا کرنا چاہیے ، اور اس پر اس روزہ کی قضاء نہیں ۔

اس قول کے قائلین میں تابعین میں سے امام مجاھد ، اور حسن ، شامل اور امام احمد کی ایک روایت بھی اور اسے شافعیہ میں سے المزنی نے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمھم اللہ جمیعا نے اختیار کیا ہے ، اور شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ تعالی نے اسے راجح کہا ہے ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

جو لوگ سب میں روزے کو صحیح قرار دیتے ہیں (یعنی جب کوئی دن کے شروع میں خطاء یا غلطی کرلے اور بھول جائے) وہ کہتے ہیں کہ ہماری دلیل زیادہ قوی ہے ، اور کتاب وسنت کی اس پر دلالت بھی ظاہر ہے ۔

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں اور غلطی کرلیں تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا}. ۔

تو یہاں پر خطاء اور نسیان میں جمع کیا ہے ، اور اس لیے کہ جس نے حج اور نماز کے محظورات کا غلطی سے ارتکاب کیا وہ بھول کر کرنے والے کی طرح ہی ہے ۔

اور صحیح بخاری میں یہ ثابت ہے کہ :

کہ صحابہ کرام نے عھد نبوی میں روزہ افطار کرلیا اور سورج تھا ، اس حدیث میں اس کا ذکر نہیں کہ انہیں قضاء کا حکم دیا گیا ہو ۔

لیکن ھشام بن عروۃ کہتے ہیں کہ : قضاء ضروری ہے ، اور ان کے والد اس سے زیادہ علم رکھتے ہیں وہ یہ کہتے تھے : ان پر کوئی قضاء نہیں ۔

اور صحیحین میں ہے کہ :

کچھ صحابہ کرام اس وقت تک کھاتے تھے جب تک ان میں کسی ایک کو سفید دھاگہ اور سیاہ دھاگہ میں تمیز نہ ہوجاتی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کو یہ فرمایا تھا: تیرا سرہانہ تو بہت وسیع وعریض ہے، بلکہ اس سے تورات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے۔

اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں کہ انہیں قضاء کا حکم دیا ہو، یہ لوگ حکم سے لاعلم اور جاہل تھے تو اس لیے غلطی کی۔

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے ثابت ہے کہ:

انہوں نے روزہ افطار کرلیا پھر دن ظاہر ہوگیا تو وہ فرمانے لگے: ہم قضا نہیں کرینگے کیونکہ ہم اثم اور گناہ کی طرف مائل نہیں۔

اور ان سے یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم اس کی قضا کرینگے۔ لیکن پہلی روایت کی سند زیادہ قوی اور ثابت ہے۔

اور ان سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ معاملہ آسان ہے۔

اس کی کچھ تو تاویل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا قضاء کا معاملہ آسان ہے، لیکن الفاظ اس پر دلالت نہیں کرتے۔

مجموعی طور پر اثر و نظر کے اعتبار سے یہ قول زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے اور کتاب وسنت اور قیاس کی دلالت سے زیادہ مشابہ ہے۔

دیکھیں: مجموع الفتاوی (20/572–573) اور شرح الممتع (6/411)

تو اس طرح روزہ صحیح ہونے اور اس پر قضاء نہ ہونے کے قول کے دلائل کی قوت ظاہر ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود اگر مسلمان احتیاط کرے اور اس کی قضا میں روزہ رکھے تو یہ بہتر اور احسن ہے۔

واللہ اعلم.